عہدیداران سلسلہ اور افریقہ کے ڈاکٹرز جماعتی اموال خرچ کرنے میں تقویٰ کے معیار بلند کریں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۴/ اپریل ۱۹۸۶ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

گزشتہ خطبہ میں میں نے مالی قربانی کرنے والوں کے متعلق کچھ امور بیان کئے تھے اور اس بات پر زور دیا تھا کہ مالی قربانی کرتے وقت تقویٰ کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔

اس سلسلہ میں اب صرف اتنا کہہ کر مضمون کے اس حصہ کو ختم کروں گا کہ عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ چندہ عام وغیرہ میں شرح سے کم دینے والے وہ لوگ ہیں جو بوجہ غربت ایسا نہیں کر سکتے۔ میرا لمبا تجربہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ مختلف حیثیتوں سے میں نے سلسلہ میں مختلف خدمتیں سرانجام دی ہیں بحیثیت مجلس خدام الاحمدیہ کے رکن ہونے کی حیثیت سے بھی اور وقف جدید کے تعلق میں بھی اور نظام جماعت کے دیگر شعبوں سے تعلق کے لحاظ سے بھی اور ہر جگہ میں نے بالعموم یہ دیکھا ہے کہ غرباء اپنی مالی قربانی میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت آگے ہیں اور شرح کے مطابق چندہ دینے میں جو وہاں تناسب ملتا ہے وہ امراء کے ہاں نہیں ملتا۔ اور عجیب بات ہے کہ جتنا آپ اوپر چلتے ہیں اتنا ہی صورت برعکس ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ لوگ جن کو خدا تعالیٰ نے غیر معمولی فضل سے نوازا ہے اور بہت دولت عطا کی ہے ان کے لئے چندہ دینا تو مشکل نہیں لیکن شرح سے چندہ دینا بہت ہی بڑی مصیبت بن جاتا ہے۔ دراصل انسان نسبتوں کی بجائے رقم کی مقدار دیکھنے کا عادی ہوتا ہے اور یہ

انسانی فطرت ہے۔ ایک غریب آدمی جس کو سو روپے ملتے ہیں ۔ وہ چھ روپے دیتا ہے تو اس کے نزدیک چھ روپے باوجود غربت کے چھ روپے ہی ہوتے ہیں اور اس کے لئے چھ روپے دینا نسبتاً آسان ہوتا ہے۔ صرف یہی بات نہیں اور بھی وجوہات ہیں۔ ایک بہت بڑی وجہ غریب کے معیار قربانی کا بلند ہونا ہے جو مقابلہ کی وجہ سے بھی اس میں پیدا ہوتی ہے۔ جب وہ امیروں کو غیر معمولی طور پر رقمیں دیتا ہوا دیکھتا ہے۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ فلاں نے ہزار دیا اور فلاں نے دس ہزار دیا تو وہ اپنے چھ میں کمی کرنے کی پھر استطاعت ہی نہیں پاتا۔ ایسا شرمندہ ہوتا ہے وہ چھ روپے دیتے ہوئے بھی کہ ساتھ استغفار کر رہا ہوتا ہے کاش مجھ میں توفیق ہوتی تو میں اس سے زیادہ دیتا۔ تو نفسیاتی بہت سے پہلو ایسے ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے غریب کے تقویٰ کی حفاظت فرمادی ہے اور ان امور میں امیر غریب کے مقابل پر دل کا بہت زیادہ غریب ثابت ہوتا ہے۔ تبھی قرآن کریم نے جہاں مالی قربانی کا ذکر فرمایا، وہاں مالی غربت کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ دل کی غربت کا ذکر فرمایا ۔ فرمایا وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الحشر: ۱۰) وہ لوگ جو دل کے بخل سے بچائے جاتے ہیں اور جو دل کے غریب نہیں ہوتے ۔ وہی لوگ ہیں جو اللہ کے نزدیک بہت بڑی فلاح پانے والے ہیں۔

پس جہاں تک چندوں کا تعلق ہے وہاں فیصلہ کن امر یہ نہیں ہوتا کہ کسی کے پاس ظاہری دولت کتنی ہے بلکہ فیصلہ کن امر یہ ہوتا ہے کہ دل کی دولت کسی کے پاس کتنی ہے اور اس پہلو سے یہ عجیب بدقسمتی ہے امراء کے طبقہ کی کہ الا ماشاء اللہ امیر اپنی غیر معمولی توفیق کے باوجود شرح کے مطابق چندہ دینے سے ہچکچاتا ہے۔ ایک آدمی جس کی ایک سو ساٹھ روپے آمد ہے اس کے لئے کوئی مشکل نہیں کہ وہ دس روپے دے دے لیکن جس کی سولہ لاکھ روپے آمد ہو وہ ہر سال ایک لاکھ روپیہ دے اس کو اتنی بڑی رقم نظر آتی ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ تھوڑا بھی دے دوں تو دس ہزار، بیس ہزار بہت بڑی رقم ہے۔ اس لئے وہ تھوڑا دے کر بھی اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھنے لگ جاتا ہے کہ میں نے دین کے لئے بڑی قربانی کی ہے۔ اس لئے وہ لوگ جن کو خدا تعالیٰ نے اموال میں کشائش عطا فرمائی ہے، اموال میں وسعت بخشی ہے ان کو خصوصیت کے ساتھ اپنے تقویٰ کی حفاظت کرنی چاہئے۔

یہ محض ڈراوا ہے کہ مال کم ہو جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا مال جب خدا کو

واپس کیا جاتا ہے تو کم نہیں ہوتا۔خواہ مخواہ دل میں گانٹھیں پڑی ہوتی ہیں امر واقعہ یہ ہے کہ گانٹھ کھولنے کا جو مزہ ہے وہ نہ کھولنے والے کے تصور میں بھی نہیں آ سکتا۔ جب بھی آپ خدا کی خاطر دل کی کوئی گانٹھ کھولتے ہیں اس وقت آپ کو دراصل وسعت عطا ہوتی ہے۔اس وقت آپ کو فراخی ملتی ہے اور وہ فراخی مال کی فراخی کے مقابل پر بہت ہی زیادہ عظیم الشان اور بہت ہی زیادہ سرور بخشنے والی فراخی ہے۔اس لئے ہمارے امراء خصوصیت کے ساتھ اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہیں۔

ایک اور ذریعہ سے بھی مجھے پتہ چلتا ہے کہ ان میں کچھ کمزوری باقی ہے۔غریب آدمی جب کسی مجبوری کے پیش نظر شرح میں کمی کرنا چاہتا ہے تو وہ بے دھڑک معافی کے لئے خط لکھ دیتا ہے۔ اس کا معاملہ اتنا واضح ہے۔اس کی ذمہ داریاں اتنی زیادہ ہوتی ہیں اس کی آمد کے مقابل پر، کئی دفعہ مقروض ہو جاتا ہے، کئی دفعہ حادثات پیش آجاتے ہیں کہ وہ بے جھجک ہو کر لکھتا ہے کہ میرے یہ حالات ہیں اس لئے میں 1/16 دینے کی توفیق نہیں پاتا۔لیکن امیروں کی طرف سے ایسا کبھی کوئی خط نہیں آیا کیونکہ اگر وہ لکھیں تو ان کو شرمندگی ہوگی۔اس لئے وہ نظام جماعت کو توڑنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ایک اور گناہ سرزد کر رہے ہوتے ہیں۔یعنی غریب آدمی تو جانتا ہے کہ میں لکھوں گا تو میرے لئے بلکہ دعا کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔میری غربت پر رحم آئے گا اور اس لئے اس کی طبیعت میں لکھنے پر طبعی آمادگی پائی جاتی ہے۔لیکن امیر آدمی اپنا راز کھولتا ہے اپنی خساست کا راز کھولتا ہے اس لئے رک جاتا ہے۔کبھی کسی امیر نے نہیں لکھا کہ مجھ میں توفیق نہیں ہے 1/16 دینے کی مجھے معاف کر دیا جائے۔حالانکہ میں نے وعدہ کیا ہوا ہے کہ اگر کوئی لکھے تو میں معاف کر دوں گا۔لیکن وہ لکھ سکتے ہی نہیں ان کو توفیق ہی نہیں اس بات کی۔وہ سمجھتے ہیں ہمارے دل کا بخل ننگا ہو جائے گا۔اس لئے ایک جرم ایک دوسرے جرم کرنے پر ان کو مجبور کر رہا ہے۔

دراصل اصل نگران تقویٰ ہی ہے جو دل کا نگران ہے۔ باہر سے نگرانی ممکن ہی نہیں ہے۔ یعنی حقیقی نگرانی باہر سے نہیں ہو سکتی۔اس لئے میں اپنی جماعت کے امراء سے کہتا ہوں کہ اپنے تقویٰ کے معیار کو بڑھائیں اور خدا تعالیٰ کی راہ میں اموال پیش کرتے وقت اپنے تقویٰ کے نگران کو سامنے رکھا کریں۔ یہ نہ دیکھا کریں کہ باہر سے کوئی آنکھ دیکھ رہی ہے یا نہیں۔

دوسرا حصہ ہے وہ لوگ جو اموال خرچ کرنے کے ذمہ دار ہیں۔یعنی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے

مختلف کارکن جو خدا کی راہ میں آنے والے اموال کو خرچ کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ان میں واقف زندگی بھی ہیں اور غیر واقف زندگی بھی ہیں۔ پاکستان میں کام کرنے والے بھی ہیں اور باہر کے ملکوں میں بھی۔ایسے ممالک میں بھی ہیں جو خدا کے فضل سے بہت خوش حال ہیں اور کم سے کم معیار پر بھی اگر وہاں واقفین رہیں تب بھی ان کی حالت پاکستان میں بسنے والے واقفین کے مقابل پر اعلیٰ سے اعلیٰ معیار سے بھی اونچی ہے اور ایسے ممالک میں بھی ہیں جہاں اتنی غربت ہے، اتنا معیار گرا ہوا ہے کہ بعض دفعہ ایک ہفتہ پہلے جب ہم ان کے وظائف میں اضافہ کا اعلان کرتے ہیں تو اس کے بعد یہ اطلاع آتی ہے کہ اب اس مال کی قیمت یہاں آدھی رہ گئی ہے اور امر واقعہ ایسا ہو چکا ہے کہ چند دن کے اندر اندر جب وظائف میں اضافہ کیا گیا تو وہاں سے اطلاع ملی کہ اب تو یہاں روپے کی قیمت 1/3 رہ گئی ہے۔ بہر حال مختلف حالات میں واقفین زندگی ہوں یا غیر واقفین زندگی خدا کی راہ میں اس قربانی کی توفیق بھی پا رہے ہیں اور کچھ بے احتیاطیاں بھی کر رہے ہیں۔

جو بے احتیاطیاں کرنے والے ہیں ان کو میں متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ بے احتیاطیاں رفتہ رفتہ بددیانتیوں میں بدل جایا کرتی ہیں۔اس لئے اگر آپ بے احتیاطی سے بچیں گے اور شروع میں ہی تقویٰ کے معیار کو بڑھا کر سلسلے کے اموال خرچ کریں گے تو اس کا دہرا فائدہ پہنچے گا۔اول یہ کہ آپ خدا تعالیٰ کی نظر میں زیادہ مقبول ٹھہریں گے۔آپ کے ذاتی اموال میں بہت برکت ہوگی۔آپ کی زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے گا۔آپ کی خوشیوں میں برکت بخشے گا،آپ کے ایمان اور خلوص میں برکت بخشے گا اور دوسرا یہ کہ جماعت احمدیہ کے مالی قربانی کے معیار کو آپ اونچا کرنے والے ہوں گے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ خرچ کرنے والے کے تقویٰ کا پیسہ دینے والے کے تقویٰ سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔ جہاں خرچ کرنے والوں کا تقویٰ اونچا ہو، وہاں خدا کی راہ میں قربانی کرنے والوں کا تقویٰ بھی خود بخود اونچا ہوتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ اکثر احمدیت سے باہر چندے مانگنے والوں کی یہی مصیبت ہے۔ بے شمار روپیہ پڑا ہوا ہے اور بے شمار ایسے دل بھی ہیں جو خدا کی راہ میں خرچ کرنا چاہتے ہیں مگر بدبختی ہے بعض قوموں کی کہ وہاں تقویٰ کے ساتھ خرچ کرنے والے نہیں ملتے۔اس لئے دلوں میں گانٹھیں پڑ گئی ہیں۔ دینے والا ہاتھ کھلتا نہیں ہے کیونکہ وہ جانتا ہے لمبے تجربہ

کی بناء پر کہ اس قوم کے لینے والوں نے کبھی دیانت کا مظاہرنہیں کیا۔ لیتے کسی اور نام پر ہیں اور خرچ کسی اور نام پر کرتے ہیں۔ان کی شکلیں بتارہی ہوتی ہیں کہ یہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے والے لوگ نہیں ہیں مانگنے والے ہیں۔ پس یہ بیماری جب بہت بڑھ جاتی ہے پھر تو قوم کے لئے ایک کوڑھ کی شکل اختیار کر جاتی ہے۔لیکن آغاز بھی اگر اس کا ہو تب بھی نقصان پہنچتا ہے اور بالعموم مختلف اتار چڑھاؤ جو دینے والوں کے آپ کو نظر آئیں گے ان کا تعلق خرچ کرنے والوں کے تقویٰ کے اتار چڑھاؤ سے ضرور ہوگا۔اس لئے ضروری ہے کہ سلسلہ کے اموال دنیا کے جس گوشہ میں بھی وصول ہو رہے ہیں اور جس کونے میں بھی خرچ کئے جارہے ہیں، وہاں تقویٰ کے معیار کو دونوں طرف سے اونچا کیا جائے۔ دینے والوں کے معیار کو ہی نہیں بلکہ خرچ کرنے والوں کے معیار کو بھی اونچا کیا جائے۔

جو بے احتیاطی کی صورتیں میرے سامنے آرہی ہیں،مختلف وقتوں میں توجہ بھی دلائی جاتی ہے لیکن اب میں سمجھتا ہوں کہ یہ ضروری ہے کہ خطبہ میں بھی بالعموم ان کی طرف متوجہ کیا جائے۔ جہاں تک ہمارے مشنز کا تعلق ہے یا پاکستان میں جو ادارے کام کر رہے ہیں ان کا تعلق ہے۔تین چار ایسے شعبے ہیں جہاں بے احتیاطی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔بجلی کا خرچ ہے،ٹیلیفون کا خرچ ہے،مہمان نوازی کا خرچ ہے اور سفر خرچ۔ یہ وہ چار شعبے ہیں جہاں سے بے احتیاطی شروع ہوتی ہے اور جب یہ بے احتیاطی آگے بڑھ جائے تو پھر بددیانتی شروع ہو جاتی ہے جو پھر ہر شعبہ پر اثر انداز ہو جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے الا ماشاء اللہ اگر خدا کسی کی پردہ پوشی نہ فرمائے تو میں کہہ نہیں سکتا مگر بظاہر بددیانتی کی کوئی مثالیں میرے سامنے نہیں آئیں۔ بہت ہی شاذ کے طور پر بعض جماعت میں واقعات ہوتے ہیں بددیانتی کے مگر وہ ضروری نہیں کہ کارکنان ہی میں ہوں، چندہ وصول کرنے والوں میں بھی ہوتے ہیں۔ وہ اتنا تھوڑا ہے کہ وہ ناممکن ہے عملاً کہ کسی قوم کے معیار کو اتنا بلند کر دیا جائے کہ ایک فرد بشر بھی کوئی کمزوری نہ دکھائے۔کوشش تو ہونی چاہئے مگر بہر حال ایک آئیڈیل ایسا ہے جسے انسان کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ جہاں تک عام معیار کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے واضح بددیانتی موجود نہیں ہے لیکن بے احتیاطی کی بددیانتی ضرور موجود ہے اور وقت ہے کہ ہم اسے سختی کے ساتھ دبائیں۔

ایک آدمی جو انگلستان بیٹھا ہوا یا امریکہ میں بیٹھا ہوا اپنے خرچ پر اپنے گھر فون نہیں کرسکتا

اگر اس کو یہ سہولت ہو کہ جماعت کے خرچ پر جبکہ کوئی نہیں دیکھ رہا جتنا چاہے فون کر لے اور ہر لمحہ جو گزرتا ہے اس کا فون پر اس کا دل اتنا نہ کٹ رہا ہو کہ جماعت کا اتنا خرچ ہو رہا ہے تو یہاں اس کو میں کہتا ہوں وہ بے احتیاطی جو بد دیانتی پر منتج ہو جاتی ہے۔ خواہ انسان واضح طور پر اس بات کو سوچے یا نہ سوچے لیکن بہترین حل اس کا یہ ہے کہ ہر وہ خرچ جو اپنے طور پر وہ کر سکتا ہے اگر اس خرچ کے وقت اس کو تکلیف ہوتی ہے اور جماعت کے اسی قسم کے خرچ پر تکلیف نہیں ہوتی تو ایسا شخص تقویٰ کے معیار سے گرا ہوا ہے۔ بجلیاں جل رہی ہیں تو جلتی چلی جا رہی ہیں، پرواہ ہی کوئی نہیں اور بے شمار خرچ اس کی وجہ سے ہو جاتا ہے۔ سردی کے موسم میں گرمی کی ضرورت پڑتی ہے، گیس جل رہی ہے اور بعض دفعہ ضرورت سے زیادہ جل رہی ہے، کھڑکیاں بھی کھلی ہیں تب بھی کوئی پرواہ نہیں۔ ان چیزوں کو آپ بے احتیاطیاں کہیں گے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ یہ بے احتیاطیاں بے دردی کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں اور بے دردی اور بے حسی اور تقویٰ اکٹھے نہیں رہا کرتے۔ ایسی بے دردی اور ایسی بے حسی جو فرق کر کے دکھائے۔ جماعت کے خرچ میں تو موجود ہو اور ذاتی خرچ میں موجود نہ ہو وہ تقویٰ کے خلاف ہے اور یہ صورت حال بالآخر بد دیانتی پر منتج ہو جاتی ہے۔ اسی لئے اب ہم نے آڈٹ کے انتظام کو زیادہ منظّم کیا ہے اور بہت زور دیا جا رہا ہے کہ ہر جگہ آزاد آڈیٹر یعنی حساب کرنے والے جو جماعتی نظام سے بالکل آزاد ہوں، وہ اپنی رپورٹیں براہ راست مجھے بھجوائیں اور ایک سرسری نظر ڈالنے سے ہی آڈٹ کی رپورٹ پر اندازہ ہو جاتا ہے کہ کس ملک میں کیا ہو رہا ہے۔

اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ایسے مواقع پیش نہیں آنے چاہئیں کہ آڈٹ کے نظام پر اتنا زور دینا پڑے کیونکہ آڈٹ کا نظام حقیقت میں اموال کی صحیح حفاظت یا پوری حفاظت نہیں کر سکتا۔ کوئی نگران جو بیرونی ہو وہ سچی اور حقیقی حفاظت اموال کی کر ہی نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ نے تقویٰ کا ایک اندرونی نگران مقرر فرما دیا ہے اور یہ وہ نگران ہے جس کا براہ راست عالم الغیب والشہادہ سے تعلق ہے کیونکہ تقویٰ خدا کی ذات سے پھوٹتا ہے۔ اس کا مستقل رشتہ ہمیشہ کا ایک رابطہ ہے اپنے رب کے ساتھ۔ اس لئے اس کو بھی خدا تعالیٰ نے عالم الغیب والشہادہ کی صفات عطا فرما دی ہیں۔ تقویٰ کی آنکھ وہ بھی دیکھ رہی ہوتی ہے جو بیرونی آڈیٹر کو نظر آتا ہے اور وہ بھی دیکھ رہی ہوتی ہے جو بیرونی آڈیٹر کو نظر ہی نہیں آ سکتا۔ ان باریکیوں تک بھی چلی جاتی ہے جو نیتوں کے پردوں میں چھپی ہوئی ہوتی

ہیں۔اس لئے تقویٰ کی بصیرت کو تیز کریں اور اسی کی اپنا نگران بنائیں۔اگر آپ اس طرح کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ کے اموال میں بھی برکت پڑے گی اور جماعت کے اموال میں بھی ہر لحاظ سے برکت پڑے گی۔

اگر ایک آنہ آپ خرچ کریں گے تو تقویٰ کے ساتھ خرچ کیا جانے والا آنہ ایک آنے کی قیمت نہیں دیتا وہ بعض دفعہ لکھوکھہا روپے کی قیمت دے دیتا ہے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو اللہ پر ایمان لانے والے ہی سمجھ سکتے ہیں، دنیادار کو اس بات کی سمجھ ہی نہیں آسکتی اور پھر بے شمار تقویٰ کے نتائج دور رس ظاہر ہوتے چلے جاتے ہیں جو آئندہ نسلوں تک بھی پہنچتے ہیں۔اس لئے اس بارے میں جتنی بھی تاکید کی جائے کم ہے کہ خرچ کرنے والے تقویٰ کے معیار پر قائم ہوں اور اگر کسی کی آنکھ کے سامنے ان کے نقائص نہیں بھی آتے تب بھی خدا کا خوف اختیار کریں کیونکہ دنیا کے اموال کھانا بھی ایک بددیانتی ہے اور مکروہ چیز ہے لیکن وہ مال جو دینے والوں نے پتہ نہیں کس کس پاکیزہ نیت کے ساتھ، کس پیار کے ساتھ کس محبت کے ساتھ کیا کیا قربانیاں کرتے ہوئے اپنے رب کے حضور پیش کیا۔اس مال پر منہ مارنا تو نہایت ہی گندی حرکت ہے۔عام معیار سے بہت زیادہ گری ہوئی حرکت ہے۔

واقفین کی ایک اور بھی قسم ہے ہمارے ہاں جو کماتی بھی ہے جماعت کے لئے اور خرچ بھی کرتی ہے اور میری مراد ڈاکٹر سے ہے۔افریقہ کے مختلف ممالک میں ہمارے ایسے واقفین ڈاکٹر کام کر رہے ہیں اور ربوہ میں بھی ہسپتال میں ایسے واقفین ڈاکٹر کام کر رہے ہیں کہ اگر وہ دنیا میں ویسے کمائی کے لئے نکلتے تو ہزار ہا اور بعض صورتوں میں لکھوکھہا بھی کما سکتے تھے کیونکہ سرجن وغیرہ کی بہت بڑی قیمت ہوتی ہے۔آج کل تو امریکہ اور انگلستان وغیرہ میں ایسے ماہر سرجن ہیں جن کی سالانہ آمد لکھوکھہا ڈالرز یا لکھوکھہا پاؤنڈز تک پہنچتی ہے اور عملاً یوں لگتا ہے جیسے سرجن سونے کی کان تک پہنچ گیا ہے۔ دوسرے ڈاکٹروں کی بھی بعض ملکوں میں بہت قیمت ہے۔ پاکستان میں بھی آج کل ڈاکٹروں کی کمی کی وجہ سے علاج بہت مہنگے ہو گئے ہیں۔اتنے مہنگے ہو گئے ہیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بیماری سے مرنا بہتر ہے بجائے اس کے کہ پیسے دے کر مرے ڈاکٹر کو آدمی۔واقعی ناقابل برداشت ہے۔ایسی صورت میں ڈاکٹروں کا وقف کرنا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے ہنر کو کمائی کا ذریعہ بنا کر پیش کر دینا ایک بہت عظیم الشان خدمت ہے، بہت اونچا مقام ہے یہ تقویٰ کا۔لیکن اس کے تقاضے

پورے کریں تب۔ اگر پیش تو کردیں لیکن تقاضے پورے نہ کریں تو پھر اسی حد تک یہ گری ہوئی بات بن جاتی ہے۔

جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے سرسری، مجھے بعض خطرات دکھائی دینے لگے ہیں۔ بعض دفعہ آڈٹ کی رپورٹ نہ بھی پہنچ رہی ہو، عمومی بے برکتی سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ کچھ نہ کچھ خرابی ضرور موجود ہے۔ اور یہ ہسپتالوں میں عمومی بے برکتی کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ ہر جگہ جماعت کے ہسپتالوں میں یہ رجحان میں دیکھ رہا ہوں کہ جہاں پہلے غیر معمولی برکت تھی، ایک خوشی اور بشاشت کا ماحول تھا، سارے لوگ اردگرد خوش تھے، تعریفوں کے خطوط آتے تھے اور شفا بہت تھی ان کے ہاتھوں میں۔ اس کے برعکس صورت پیدا ہوگئی ہے، اب شکایتیں آنی شروع ہوگئی ہیں اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے آڈیٹر خواہ پکڑ سکے یا نہ پکڑ سکے جب عموماً خلق خدا ناراض ہونی شروع ہو جائے، خلق خدا میں بے چینی پیدا ہو جائے تو اس کا مطلب ہے ضرور کچھ نہ کچھ ہو رہا ہے اور کام کرنے والے کی نیتیں جب بگڑتی ہیں تو پھر بے برکتی ضرور پیدا ہوتی ہے۔

وہ آپ نے واقعہ سنا ہی ہوگا کہ ایک دفعہ ایک بادشاہ شکار میں بھٹک گیا اور ایک صحرا میں نخلستان ہوتے ہیں یا باغ تھا چھوٹا سا وہاں پہنچ گیا۔ شدید گرمی تھی وہاں ایک مالی کی بیٹی دیکھ بھال کر رہی تھی چیزوں کی۔ اس نے اس سے کہا کہ مجھے شدید پیاس لگی ہے۔ اس نے کہا تشریف رکھیں میں ابھی آپ کے لئے رس نکالتی ہوں۔ چنانچہ کچھ پھل اس نے توڑے اور اس کے سامنے ان کا رس نکال کر اس کو پیش کیا۔ تین یا چار پھلوں میں وہ گلاس بھر گیا۔ جب بادشاہ نے وہ گلاس پی لیا تو اسی دوران اس نے حساب بھی کرنا شروع کیا ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ یہ باغ ہے اتنا بڑا اور اس میں فی درخت تقریباً اتنے پھل ہیں اور تین چار پھلوں کے اندر ہی ایک گلاس جوس سے بھر گیا ہے۔ اگر اس کی قیمت اتنی ہو تو اس باغ کی تو اتنی قیمت بنتی ہے۔ اور حکومت تو اس سے بہت ہی تھوڑا ٹیکس لے رہی ہے، کم سے کم دس گنا ٹیکس ایسے باغوں کا ہونا چاہئے۔ جب وہ یہ حساب کر رہا تھا اور لڑکی اس کے لئے بے چاری پھل توڑ کر جوس بنا بنا کر پیش کر رہی تھی۔ بادشاہ نے کہا بیٹی! بہت اچھا جوس ہے۔ مجھے ایک گلاس اور بنا دو۔ اس نے دوسرا گلاس بنانا شروع کیا تو پندرہ بیس پھل لگ گئے تب جا کر مشکل سے وہ گلاس بھرا۔ بادشاہ نے بہت تعجب سے پوچھا کہ بیٹی! یہ کیا قصہ ہے۔ ابھی میں نے دیکھا تھا کہ تین

چار پھلوں کے اندر ہی گلاس بھر گیا تھا۔اب پتا لگا ہے کہ پندرہ بیس پھل ہو گئے ہیں اور بڑی مشکل سے گلاس بھرا ہے۔تو اس نے جواب دیا آپ جو بھی ہیں مگر میں آپ کو ایک بات بتاتی ہوں کہ ملک کی برکت بادشاہوں کی نیت سے ہوا کرتی ہے۔جب بادشاہوں کی نیتیں اچھی ہوں اپنی رعایا کے متعلق تو خدا تعالیٰ ملک کی فصلوں میں،اس کے پھلوں میں بہت برکت بخشتا ہے۔جب بادشاہوں کی نیتیں بگڑ جائیں تو ملک کی ہر چیز پر نحوست طاری ہو جاتی ہے۔اس کے پھل بھی بگڑ جاتے ہیں اس کی فصلیں بھی بگڑ جاتی ہیں یہ ایک ایسا گہرا سبق تھا اس بادشاہ کے لئے کہ اس نے اس کی زندگی میں اور اس کی سوچ میں ایک عظیم الشان انقلابی تبدیلی پیدا کر دی۔

تو بعض دفعہ بے برکتی کے نتیجہ میں بھی نیتوں کے فساد کا پتہ چلتا ہے۔جب عمومی بے برکتی کہیں نظر آئے گی تو کوئی نہ کوئی رخنہ آپ کو دیکھنا پڑے گا،ضرور کہیں نہ کہیں کوئی رخنہ ملے گا۔اس لئے پیشتر اس کے کہ زیادہ تفصیل کے ساتھ چھان بین کی جائے۔تمام خدمت کرنے والے واقفین سے میں کہتا ہوں کہ اگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی ہے کہ اپنے ہنر کے باوجود آپ نے اپنی زندگی جماعت کے سامنے پیش کی تو اس نیکی،اس قربانی سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں ورنہ اگر اس کے باوجود آپ نے دیانت داری سے کام نہ لیا اور یہ سمجھتے ہوئے کہ ہماری محنت ہے اس لئے اس میں سے ہم جتنا چاہیں لیں ہمارا حق بنتا ہے۔دوسرے ڈاکٹر لکھ پتی ہیں تو ہم کیوں غربت میں رہیں۔اس نیت سے اگر اپنے دل کو طفل تسلی دیتے ہوئے کچھ روپیہ کا غبن شروع کیا تو ساری برکتیں آپ کی زندگی سے اٹھ جائیں گی۔وقف کا ایک کوڑی کا ثواب بھی نہیں ملے گا۔بلکہ الٹا خدا کی پکڑ کے نیچے آ جائیں گے۔

ایسے ڈاکٹر جو فیسوں کے معاملہ میں بددیانتی کر رہے ہوں۔آدھی جیب میں ڈال لی اور آدھی حساب میں لکھی یا ادویات کے معاملہ میں بددیانتیاں کر رہے ہوں یا اخراجات لکھنے کے معاملہ میں بددیانتیاں کر رہے ہوں۔کئی قسم کے امکانات،احتمالات ہیں جن کے ذریعہ ڈاکٹر بددیانتی کر سکتا ہے۔ان کو میں کہتا ہوں کہ آپ کا علاج صرف یہ ہے کہ وقف چھوڑ کر باہر چلے جائیں کیونکہ جب خدا نے آپ کو پاکیزہ رزق کمانے کی توفیق بخشی ہوئی ہے تو اسے حرام بنا کر کھانے کا فائدہ کیا ہے؟ نہایت ہی بیوقوفوں والی بات ہے۔

یہ تو ویسی ہی بات ہے جیسے تقسیم ملک سے پہلے ایک دفعہ قادیان میں ہماری ایک بڑی باجی

نے اپنی نوکر کے لئے کچھ کپڑے سلوائے۔ اس بے چاری کو یہ پتہ نہیں تھا کہ میرے لئے سلوائے گئے ہیں۔ وہ چوری کر کے لے گئی اور کسی اور چوری میں وہ پکڑی گئی تو وہ کپڑے بھی بیچ میں سے نکل آئے کیسی بیوقوفوں والی بات ہے۔ لیکن اس عورت کی بیوقوفی تو نا سمجھی میں ہوئی تھی اس کو تو پتہ نہیں تھا کہ یہ کپڑے بغیر چوری کے بھی میرے لئے حلال تھے، مجھے ہی ملنے تھے مگر وہ ڈاکٹر جو وقف کرتا ہے اپنی زندگی کو اس کو تو پتہ ہے کہ اگر میں وقف نہ کروں تو یہی کمائی میرے لئے حلال ہے میں اپنے چندے دوں میں جماعت کی خدمات اور طریقوں سے کروں، اپنا بھی گھر بھروں اور دوسروں کے بھی گھر بھروں اور بشاشت محسوس کروں۔ ایسا ڈاکٹر اس نوکر سے بہت زیادہ بے وقوف ہے۔ جو یہ دیکھنے کے باوجود کہ حلال رستہ موجود ہے پھر حرام کو اختیار کرتا ہے۔ نہ اس کے وقف کی کوئی قیمت رہتی ہے اور نہ اس کے روپے کی کوئی قیمت رہتی ہے۔ ساری کمائی اس کی گندی ہو جاتی ہے۔

تو سوائے اس کے میں اور کوئی مشورہ نہیں دے سکتا کہ ایسے لوگوں کو ہسپتالوں کو چھوڑ دینا چاہئے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو اس سے بہتر ڈاکٹر مہیا کر دے گا۔ یہ ناممکن ہے کہ سلسلے کے کام رک جائیں۔ **ایک بات جس کی خدا نے ضمانت دے رکھی ہے وہ یہی ہے کہ سلسلہ کے کام ہمیشہ جاری رہیں گے اور برکتوں کے ساتھ جاری رہیں گے۔** اس لئے چند ڈاکٹر جن کے دل گندے ہو چکے ہیں ان کے بدلے خدا اگر ان سے زیادہ پاک ڈاکٹر مہیا کر دے تو سلسلہ کے لئے یہ کیسے نقصان کا سودا ہو سکتا ہے۔ اس لئے یا تو وہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں فوری۔ ورنہ محاسبہ کے وقت پھر ان کو جماعت سے بھی خارج کرنا پڑے گا اور ان کے اوپر جو سرزنش خدا نے مقرر فرمائی ہے وہ ان کے اوپر جاری کرنی پڑے گی۔ لیکن نہ بھی پکڑے جائیں تو بڑی ہی بیوقوفی کا سودا کر رہے ہیں جو حلال کمائی کے امکانات رکھتے ہوئے بھی بے وجہ حرام کمائی میں منہ مار رہے ہیں اور اپنے ہاتھوں کی حلال کمائی کو اپنے ہاتھوں سے حرام بنا بنا کر کھا رہے ہیں۔ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا اتنی بڑی حماقت کیسے کر سکتا ہے ایک باشعور انسان لیکن کرنے والے کر بھی جاتے ہیں۔

اس لئے جماعت خواہ دینے والی ہو یا خرچ کرنے والی ہو دونوں پہلوؤں سے ہمیں تقویٰ کے معیار کو بہت بلند کرنا چاہئے کیونکہ اصل زاد راہ ہمارا تقویٰ ہی ہے۔ تقویٰ رہے گا تو انشاء اللہ دینے والوں کے اموال میں بھی بہت برکت ہوگی اور جو خرچ کے ذمہ دار بنائے گئے ہیں ان کے اموال

میں بھی بہت برکت ہوگی۔ان دونوں کے ذاتی اموال میں بھی برکت ہوگی اور جماعتی اموال میں بھی برکت ہوگی اور غیر معمولی فضلوں اور رحمتوں کی بارشیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوں گی۔خدا کی راہ میں کھلے دل کے ساتھ خرچ کرنے والے کبھی نقصان میں نہیں رہتے اور خدا کی راہ میں ہاتھ روک کراس وجہ سے خرچ کرنے والے کہ سلسلے کے اموال ہیں ان میں زیادہ سے زیادہ احتیاط کی جائے وہ بھی کبھی نقصان میں نہیں رہتے۔اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت ان دونوں امور کی طرف متوجہ ہوگی۔

مجھے خصوصیت کے ساتھ اس لئے یہ تحریک پیدا ہورہی ہے کہ غیر معمولی طور پر جماعت کے دلوں کو چندے دینے میں فراخی عطا کی گئی ہے۔اس کثرت کے ساتھ پاکیزہ روحانی تبدیلیاں نظر آرہی ہیں کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے اور روح سربسجود ہو جاتی ہے۔ایک تحریک کے بعد دوسری کر کے دیکھی، دوسرے کے بعد تیسری، تیسری کے بعد چوتھی۔ابھی پہلی تحریک کا حساب بھی نہیں سمٹا ہوتا کہ دوسری تحریک شروع ہو جاتی ہے اور ہر تحریک پر توقع سے حیرت انگیز طور زیادہ جماعت قربانی کرتی چلی جارہی ہے۔قابل رشک ہے لیکن تبھی قابل رشک ہے اگر اسے قابل رشک رکھا جائے ہمیشہ کے لئے۔اگر اس کے ساتھ تقویٰ کے معیار کو اور بلند کیا جائے، اگر اس کے ساتھ ساتھ خرچ کرنے والے بھی استغفار کریں اور خدا کا خوف دلوں پر طاری کریں اور کوشش کریں کہ قربانی کرنے والوں کی محبت اور پیار کا ایک پیسہ بھی ضائع نہ ہو۔ایسے لوگوں کی کمی بھی نہیں ہے۔جب میں یہ بات کہتا ہوں تو کمزوروں کو پیش نظر رکھ کر کہہ رہا ہوں۔ہر گز یہ مطلب نہیں ہے کہ **نعوذ باللہ من ذٰلک** جماعت میں ایسے متقی موجود نہیں۔ایسے بھی ہیں جن کے متعلق مجھے فکر کرنی پڑتی ہے کہ یہ جماعت کی خاطر اتنی کنجوسیاں کرتے ہیں اپنے نفس کے اوپر کہ اپنے حق بھی مارتے ہیں اور ان کے متعلق کوئی اور بتا دے تو بتا دے ان کی زبان نہیں ہوتی اس معاملہ میں۔اس لئے مجھے فکر کر کے ان کی ضرورتوں پر نگاہ رکھنی پڑتی ہے کہ کہیں خدانخواستہ میری غفلت کے نتیجہ میں ان کو تکلیف نہ پہنچے۔تو امر واقعہ یہ ہے یہ بھی اللہ کی عجیب شان ہے کہ جب انسان اپنے اندر کا نگران سخت کر دیتا ہے تو باہر سے شفیق دل بھی ان کے لئے پیدا کرتا ہے۔جو باہر سے ان کا خیال کرتے ہیں۔وہ اپنا درد نہیں کرتے تو خدا اور خدا کے فرشتے ان کا درد کرتے ہیں اور ان کے اولادوں کے اموال میں بھی برکت بخشتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے اور حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حوالہ دیا ہے ۔اس کے علاوہ اولیا نے بھی کہا ہے کہ خدا کی خاطر تقویٰ اختیار کرنے والوں اور خدا کی خاطر قربانی کرنے والوں کی سات نسلیں تک بھوکی نہیں مرتیں ۔ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۴۴۴) اتنا لمبا برکت کا اثر ان پر چلتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھی اپنی جماعت کے ساتھ یہی وعدے ہیں جو خدا نے آپ کو دیئے تھے ۔اس لئے بے خوف ہو کر ان مالی قربانی کی راہوں میں آگے بڑھیں ۔ دیتے وقت بھی اپنے تقویٰ کے معیار بلند کریں اور خرچ کرتے وقت بھی اپنے تقویٰ کے معیار بلند کریں۔ اللہ تعالیٰ کی لامتناہی ، نہ ختم ہونے والی برکتیں آپ پر نازل ہوں ۔آمین ۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

پاکستان میں جونئی رو چلی ہے مظالم کی وہ اسی طرح جاری ہے اور خصوصیت کے ساتھ جو جماعت کے جو سرکردہ خدمت کرنے والے ہیں ان کو تکلیف پہنچانے کے لئے حکومت باقاعدہ کوشش کر رہی ہے ۔ چنانچہ ابھی کل ہی پتہ چلا ہے کہ ہمارے امیر ضلع سیالکوٹ چوہدری محمد اعظم صاحب جن کے لئے قبل از گرفتاری ضمانت حاصل کی گئی تھی ۔ان کی ضمانت حکومت نے منسوخ کروا کر پھر ان کو وہیں کورٹ سے زنجیریں پہنا کر قید خانے پہنچا دیا ہے اور خوشاب کے امیر ضلع کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوا تھا اور بھی ان کی نظر ہے کہ جماعت کے جہاں جہاں اچھے نمایاں کارندے ہیں ان کے اوپر ہاتھ ڈالا جائے بڑی بے وقوفی ہے، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جماعت کے جتنے بڑے لوگ ہیں یعنی دنیا کی نظر میں جو بڑے کہلاتے ہیں اور خدمت کے لحاظ سے بھی وہ واقعی بڑے بھی ہیں، ان پر ہاتھ ڈالیں گے جماعت کا دل بیٹھ جائے گا ۔ یہ انتہائی بیوقوفوں والا اندازہ ہے۔ جہاں بھی جماعت کے بڑے لوگ تو چھوڑ کے چھوٹے لوگوں پر بھی ہاتھ ڈالا جاتا ہے جماعت کا دل پہلے سے کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ ہر تکلیف کے نتیجے میں ہزار ہا لوگ عزم کرتے ہیں کہ ہم خدا کی خاطر یہ تکلیف اٹھائیں گے، کاش ہم ہوتے تو ہم اٹھاتے ۔اب ضلع سیالکوٹ میں آپ دیکھیں گے انشاء اللہ ایک نئی زندگی کی لہر دوڑ جائے گی اور میں اندازہ کر رہا ہوں ابھی سے کہ کس قدر وہاں جوش پیدا ہو چکا ہوگا ۔ مجھے خط تو نہیں ملنے شروع ہوئے لیکن آنے شروع ہو جائیں گے۔اور وہ گاؤں جو سور ہے تھے بڑی دیر سے، جو غفلت کا شکار تھے شیروں کی طرح اٹھیں گے اب انشاء اللہ۔ ہر ایک ان میں سے کہے گا کہ، ہمارا امیر

جہاں چلا گیا اس سے بڑھ کر ہم اس کے لئے دکھ اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔

یہ بہت ہی بے وقوف حکومت ہے جو سمجھتی ہے کہ خدا والوں کو ڈرا دیں گے۔ ان کی ہر ترکیب ناکام رہے گی۔ ہر تدبیر جو جماعت کو ناکام کرنے کی یہ سوچیں گے وہ ان کی ناکامی اور ذلتوں میں اضافہ کرتی چلی جائے گی۔

بہرحال اپنے ان پیارے بھائیوں کے لئے دعا کریں جو خدا کی خاطر تکلیف اٹھا رہے ہیں اور باہر کے لوگ میں جانتا ہوں بڑی دل میں تمنا اور بے قراری رکھتے ہیں کہ کاش ہم بھی ہوتے تو ہم یہ کرتے۔ مگر وقت ہیں بدلتے رہتے ہیں ایسا بھی زمانہ آئے گا کہ باہر کے لوگوں کو بھی خدا تعالیٰ ان چیزوں کے لئے چنے گا۔ اسی انگلستان کی سرزمین میں آپ دیکھیں گے کہ جب جماعت ترقی کرے گی تو یہاں بھی بڑے بڑے مظالم ہوں گے۔ کوئی دنیا کی زمین ایسی نہیں ہے جہاں خدا کی خاطر قربانی کرنے والوں کا خون نہیں بہے گا۔ کوئی دنیا کی ایسی زمین نہیں جہاں خدا کی خاطر اپنے نفسوں کو آزاد کرنے والوں کے ہاتھوں میں زنجیریں نہیں پہنائی جائیں گی۔ اس لئے تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ (آل عمران: ۱۴۱) کہ جو باہر والے ہیں ان کی بھی باری آئے گی۔ لیکن پہلے کام تو کریں، پہلے کچھ پھیلیں، کچھ اپنا مقام پیدا کریں، پھر باری آئے گی۔ دودھ پیتے بچے کی تو آزمائش نہیں کی جاتی۔ تو اللہ تعالیٰ آپ کے اندر یہ عزم پیدا کرے اگر واقعی تمنا ہے کہ خدا کی خاطر قربانیاں کریں اور امتحانوں میں پورے اتریں تو پھر وہ مقام حاصل کرلیں جس کے بعد پھر وہ قربانیاں پیش کی جاتی ہیں۔

گرتے ہیں شہسوار ہی میدان جنگ میں
وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

چلنا تو سیکھیں پہلے پھر گرنے کی باری بعد میں آئے گی۔